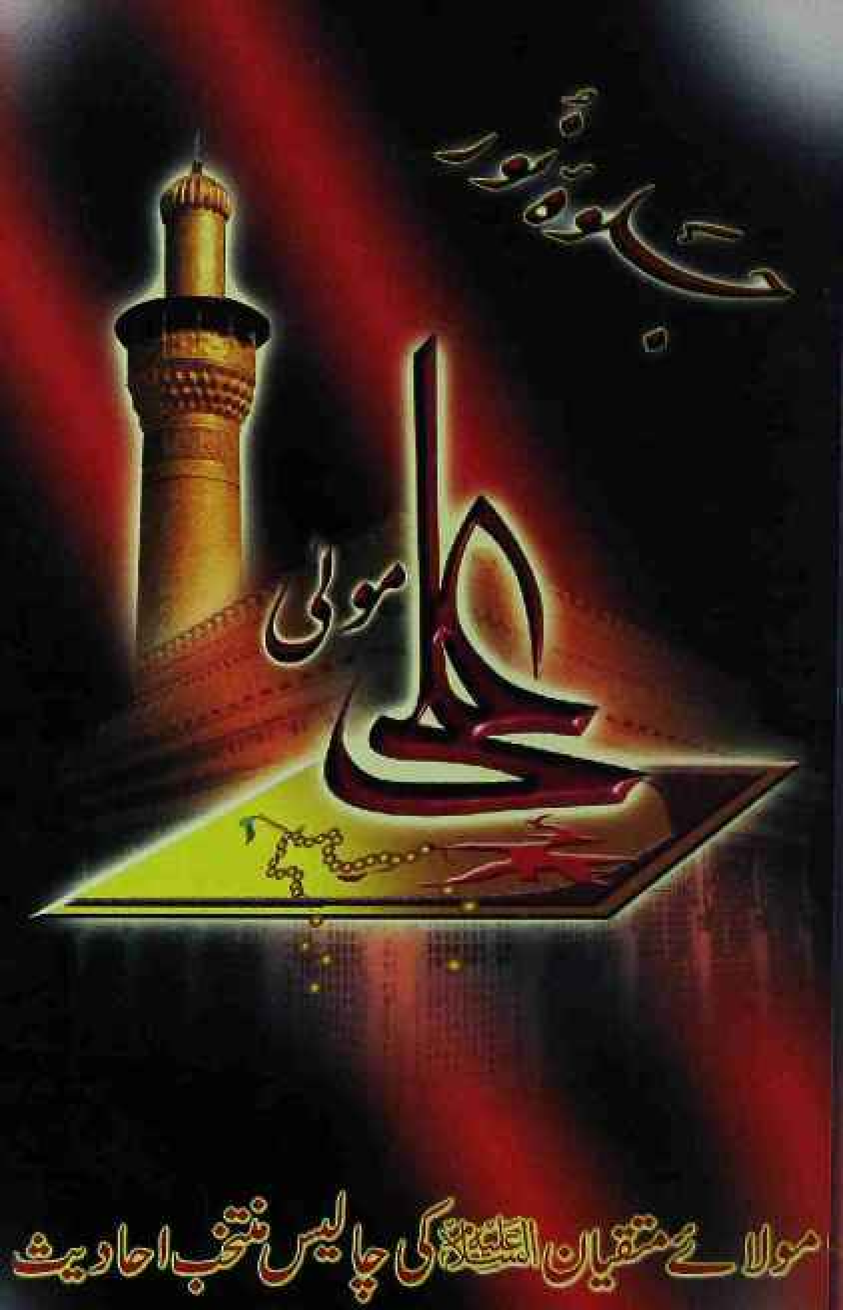

مولیٰ علی
مولائے متقیان علیہ السلام کی چالیس منتخب احادیث

جلوۂ نور

مولیٰ علی

امام علی علیہ السلام کی چالیس منتخب احادیث

پیش کش

مرکز علم و عمل کراچی

پوسٹ بکس 2157 ناظم آباد۔ کراچی

کتاب:	جلوۂ نور "علی مولیٰ"
تالیف و توضیح:	حیدر عباس عابدی
تصحیح:	سجاد حسین مہدوی
کمپوزنگ:	حسین نقوی
ٹائٹل:	سید اکبر رضا رضوی
ناشر:	مرکز علم و عمل کراچی
ملنے کا پتہ:	E-31 رضویہ سوسائٹی ناظم آباد۔ کراچی
فون:	6622656

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اصل کامیابی یہ ہے کہ انسان اپنے مقصد تخلیق سے ہم آہنگ رہے، برائی سے دور اور اچھائی سے منسلک رہے اور دنیا سے چلے جانے کے بعد انسان کی نیک نامی اور پاکیزہ سیرت باقی رہ جائے۔

ایسی کامیاب زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کی سیرت وکردار پر عمل کیا جائے کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود ان کی نیک نامی اور پاکیزہ سیرت گمراہ انسانیت کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ خاص طور پر ان لوگوں کے لئے جو پاک و پاکیزہ ہستیوں کی پیروی کا دم بھی بھرتے ہیں۔ بعض اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ ان کے اعمال ان شخصیات سے ہم آہنگ نظر نہیں آتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اپنی عملی محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان عظیم کرداروں کو اپنے لئے نمونۂ عمل قرار دیں۔

اس مقصد کے حصول کے لئے ہم نے یہ مختصر لیکن اہم سلسلہ شروع کیا ہے۔ جس کی پہلی کڑی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور دوسری امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے چالیس حدیثوں کا مجموعہ تھا جسے کافی سراہا اور بہت زیادہ پسند کیا گیا۔ اور آج ہم اپنے پروردگار کے انتہائی مشکور ہیں

کہ اس نے ہمیں یہ توفیق دی کہ امام علی علیہ السلام کی شہادت کی مناسبت سے جلوۂ نور کی تیسری کڑی "علی مولیٰ" تکمیل کے مراحل طے کرکے طباعت سے آراستہ ہو رہی ہے۔ اگرچہ مولیٰؑ کے پُر فیض اور نورانی کلمات کا سمندر موجود ہے اور ہم صرف اس میں سے ایک کوزہ ہی آپ کی خدمت میں پیش کر سکے ہیں لیکن اس اُمید کے ساتھ کہ یہ ہماری زندگی میں تر و تازگی لے کر آئے گا۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ ان احادیث کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے عربی عبارت اور رواں ترجمے سے پہلے ایک مقدمہ بھی بیان کیا جائے تا کہ ان کی اہمیت واضح ہو سکے۔

انشاء اللہ خداوند قادر و توانا کی توفیقات ہمارے شاملِ حال رہیں تو اس سلسلے کی چودہ کڑیاں ایک ایک کرکے مکمل کریں گے۔ آپ اس میں کوئی کمی بیشی محسوس کریں یا کوئی تجویز ہو یا اس سلسلے میں کوئی مثبت تعاون کرنا چاہیں تو ہمیں خوشی ہوگی۔

والسلام

شعبہ تربیت،

مرکز علم و عمل، کراچی

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب کی ولادت ۱۳ رجب ۳۰ عام الفیل (۶۰۰ء) بروز جمعہ خانہ کعبہ میں ہوئی۔ خانہ کعبہ میں ولادت کا شرف آپ کا خصوصی امتیاز ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کے والد کا نام عمران اور کنیت ابوطالبؑ ہے۔ آپؑ کی والدہ فاطمہ بنتِ اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھیں۔ اس لحاظ سے آپ ماں اور باپ دونوں طرف سے ہاشمی ہیں۔

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے ۳۰ سال بعد ہوئی۔ ابتداء ہی سے آپؑ کی پرورش و تربیت آنحضرتؐ کے سایہ عاطفت میں

ہوئی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مبعوث بہ رسالت ہوئے، اس وقت حضرت علیؑ کا سن مبارک نو سال تھا۔ خانہ کعبہ کے قریب سب سے پہلے نماز قائم کرنے والوں کی جو صف بنی اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حضرت علیؑ اور جناب خدیجہ شریک تھے۔ دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر حضرت علیؑ نے کمسنی کے باوجود رسولؐ کی دعوتِ نصرت پر لبیک کہا، جس کے عوض رسالت مآبؐ نے آپ کو اپنا بھائی، وصی اور خلیفہ قرار دیا۔

حضرت علیؑ کی پوری زندگی انتصارِ رسالت اور تبلیغ و قیام عدالت کی جدوجہد سے عبارت ہے۔ وہ ہجرت کا پرخطر موقعہ ہو یا بدر واحد خندق و حنین کا میدانِ کارزار، آپؑ نے ہر جگہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے اپنی جان کی بازی لگادی۔ حضرت علی علیہ السلام کی شجاعت، آپ کی وفاداری، آپؑ کا جذبۂ ایثار اور حق کے لئے ہجرت اور جہاد۔ یہ وہ صفتیں تھیں جنہوں نے آپؑ کو اللہ اور اس کے رسولؐ کا محبوب بنادیا تھا۔

حضرت علی جس طرح عدل و شجاعت میں بے مثال تھے اسی طرح علم و حکمت میں بھی اپنی نظیر آپ تھے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نے ارشاد فرمایا کہ: "میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔" حضرت علی علیہ السلام کی علمی فضیلت، آپ کی فیصلہ کرنے کی صلاحیت اور آپؑ کے تقویٰ اور تفقہ کو تمام صحابہ نے تسلیم کیا ہے۔ حضرت عمر کا یہ قول بہت معروف ہے کہ "اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوگیا ہوتا۔"

حضرت علی کا پہلا عقد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکلوتی بیٹی سیدۃ النساء العالمین جناب فاطمۃ الزہراؑ سے ۲ ہجری میں ہوا۔ جناب سیدہؑ کی زندگی میں آپؑ نے کوئی دوسرا عقد نہیں کیا۔ امام حسنؑ، امام حسینؑ، جناب زینبؑ اور جناب کلثومؑ حضرت علیؑ اور جناب سیدہؑ کی اولاد ہیں۔ جناب سیدہؑ کی وفات کے بعد حضرت علیؑ نے دیگر ازواج سے عقد کئے جن سے متعدد اولادیں ہوئیں۔ جن میں حضرت عباسؑ، حضرت جعفرؑ، حضرت عبداللہ اور حضرت محمد بن حنفیہ کے اسماء قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے حیات دنیاوی کے ۶۳ سال گزار کر ۲۱ رمضان ۴۰ ہجری کو شہادت پا گئے۔ آپ کی شہادت ابن ملجم کی ضربت سے ہوئی جس نے حالتِ نماز میں آپ کو زخمی کیا۔

امیر المومنین حضرت علی ابن طالبؑ پیغمبر خداؐ کے جانشین، وصی اور خلیفہ تھے۔ آپؑ کی علمی فضیلت، آپ کی اخلاق عظمت اور آپؑ کی منقبت میں متعدد حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ اسی طرح آپ کی ولایت کی سند میں قرآن کی متعدد آیات نازل ہوئیں۔ حالت رکوع میں زکوٰۃ کی ادائیگی، حکم نجویٰ پر عمل، سورہ برأت کی تبلیغ آپؑ کا امتیاز خصوصی ہیں۔ آپؑ نفسِ رسولؐ ہیں اس لئے آپؑ رسولؐ کے تمام کمالات (بہ استثنائے نبوت) کا آئینہ ہیں اور چونکہ جناب ختمی مرتبؐ کے کمالات میں تمام انبیاء کے کمالات شامل ہیں اس لئے حضرت علیؑ بھی تمام انبیاءؑ کے کمالات کا مظہر ہیں۔ آپ وجہ اللہ ہیں۔ آپؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ آپؑ کا ذکر عبادت ہے اور آپ کی محبت کے بغیر عبادت، عبادت نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موقع سے فائدہ اٹھانا

جوانی اور صحت خداوند عالم کی عظیم نعمتیں ہیں۔ ان دونوں حالتوں میں انسان اپنے کام بہتر طور پر انجام دے سکتا ہے۔ بڑھاپے اور بیماری میں جسم کمزور پڑ جاتا ہے اور جسمانی قوتیں جواب دے جاتی ہیں۔ لہذا زندگی کا کوئی بھی کام ہو، عبادت ہو یا ریاضت، حصول علم یا حصول معاش، اس کا بہترین وقت جوانی اور بہترین موقع صحت وسلامتی ہے۔ اسی لئے امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۱

بَادِرْ شَبَابَکَ قَبْلَ هَرَمِکَ، وَ صِحَّتِکَ قَبْلَ سُقْمِکَ.

بڑھاپے سے قبل جوانی اور بیماری سے پہلے صحت سے فائدہ اٹھاؤ۔

فرصت کے اوقات

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ اپنے کاموں کو انجام دینے میں ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں اور پھر فرصت کا موقع ہاتھ سے نکل جانے پر کف افسوس ملتے رہتے ہیں۔ اسی لئے بزرگوں نے کہا ہے کہ آج کا کام کل پر مت ٹالو۔ خاص طور پر نیکی اور خیر کو فوراً انجام دینا چاہئے کیونکہ ممکن ہے بعد میں مصروفیت یا بیماری یا

موت انسان سے نیکی کرنے کا یہ موقع چھین لے۔ چنانچہ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۲

اَلْفُرْصَةُ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ، فَانْتَهِزُوْا فُرَصَ الْخَيْرِ.

فرصت کے لمحات بادلوں کی طرح تیزی سے گزر جاتے ہیں۔ پس جب بھی خیر کا موقع ملے اسے غنیمت شمار کرو۔

نامعلوم مستقبل

بعض لوگوں کی ناکامی کی وجہ ان کی صلاحیتوں میں کمی نہیں ہوتی بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت آنے والے کل کی فکر اور اندیشے میں ڈوبے رہتے ہیں اور کوئی کام بھی مکمل نہیں کر سکتے۔ جس کے نتیجے میں وہ مسلسل ناکامی کا شکار رہتے ہیں۔ اس بارے میں مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۳

لَاتَحْمِلْ هَمَّ يَوْمِكَ الَّذِيْ لَمْ يَأْتِكَ عَلٰى يَوْمِكَ الَّذِيْ قَدْ أَتَاكَ.

جو دن ابھی آیا نہیں ہے (یعنی کل) اس کی پریشانیوں اس دن پر نہ لادو جو تیرے پاس آچکا ہے (یعنی آج)۔

عقل کی کمزوری کی علامت

بہت سے لوگ اپنی معمولی یا بڑی کامیابی پر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور پھر کسی کو خاطر میں نہیں لاتے۔ یہ لوگ دراصل خود پسندی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنی خامیاں نظر نہیں آتیں۔ جس کے نتیجے میں وہ انہیں دور کرنے کی کوشش بھی نہیں کرتے اور رفتہ رفتہ ان کی کامیابی ناکامی میں تبدیل ہو جاتی ہے اور لوگوں کے دل سے ان کی محبت دور ہو جاتی ہے۔ اسی لئے عقل مند انسان ہمیشہ اپنی خامیوں کو تلاش کرنے اور انہیں دور کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۴

اِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ دَلَّ عَلیٰ ضَعْفِ عَقْلِهِ.

اپنے آپ پر فخر کرنا اور خود پسندی کا شکار ہو جانا عقل کی کمزوری کی علامت ہے۔

علم و ادب کی اہمیت

اکثر اوقات یہ شکایت سننے میں آتی ہے کہ بزرگ حضرات بچوں کی سنتے نہیں ہیں۔ لیکن اچھے آداب کسی کا بھی دل جیتنے کے لئے نسخۂ کیمیا ہے۔ اس سے انسان کو عزت ملتی ہے اور اسی سے انسان کی عزت قائم رہتی ہے۔

اسی طرح سے ایک دین دار انسان علم کی کمی کی وجہ سے بے دینی کی جانب

مائل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے ایک عابد وزاہد انسان کو یہ تک معلوم نہ ہو سکے کہ خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے کیا کرنا چاہیے؟ اسی لئے امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۵

يَا مَعْشَرَ الْفِتْيَانِ حَصِّنُوْا اَعْرَاضَكُمْ بِالْأَدَبِ وَ دِيْنَكُمْ بِالْعِلْمِ.

اے جوانو! ادب کے ذریعہ اپنی عزتوں کو اور علم کے ذریعہ اپنے دین کا تحفظ کرو۔

سستی

کوشش اور محنت سے انسان کی زندگی خوشگوار ہو جاتی ہے۔ مسلسل محنت سے جہاں جسم حرکت میں رہتا ہے اور جسمانی اعضاء صحیح وسالم رہتے ہیں وہاں اس محنت کے ذریعہ اسے رزقِ حلال بھی حاصل ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے میں سستی اور کاہلی سے انسان کی زندگی عذاب بن جاتی ہے، جسم بیماریوں کا شکار اور معاشی مسائل اس کو گھیر لیتے ہیں۔ اسی لئے مولیٰ امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ٦

هَيْهَاتَ مِنْ نَيْلِ السَّعَادَةِ السُّكُوْنُ اِلَى الْهُوَانِى وَ الْبَطَالَةِ.

سستی اور کاہلی میں سستانا سعادت وخوش بختی سے دوری

اختیار کرتا ہے۔

خود پرستی اور ھوی و ھوس کی پیروی

انسان کی زندگی محدود ہے۔ اگر وہ اپنی زندگی میں کرنے کے اہم کاموں کی ایک فہرست بنائے تو اسے محسوس ہوگا کہ زندگی کم ہے اور کام زیادہ۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان ایک منظم زندگی گزارے اور فضول اور لاحاصل کاموں سے پرہیز کرے۔ بصورت دیگر وہ اسی میں مشغول رہے گا اور اہم کام رہ جائیں گے۔ امیر المومنین علی علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں:

حدیث ۷

مَنِ اشْتَغَلَ بِالْفُضُوْلِ فَاتَهُ مِنْ مُهِمِّهِ الْمَأْمُوْلِ.

جو شخص فضول کاموں میں مشغول ہو جائے وہ زندگی کے حقیقی مہم امور کہ جن کی آرزو دل میں رکھتا ہے، دور رہ جاتا ہے۔

عقل کی کمزوری

غصے میں آپے سے باہر ہو جانا انسانی عقل کو بیکار کر دیتا ہے اور ایسی صورت میں انسان کے فیصلے بھی غلط ہوتے ہیں۔ عاقل اور سمجھدار انسان وہ ہے جو غصے میں اپنے آپ پر قابو رکھے اور اپنی عقل پر غضب کو حاوی نہ ہونے دے۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۸

اَلْغَضَبُ یُفْسِدُ الْاَلْبَابَ وَ یُبْعِدُ عَنِ الصَّوَابِ.

غصہ انسان کی عقل کو فاسد اور راہ صواب سے دور کر دیتا ہے۔

عزت و شرف

اگرچہ دنیا میں عزت و شرافت کے کئی معیار ہیں۔ حسب نسب، مال و دولت، مقام و منصب وغیرہ لیکن اگر انسان کا اخلاق و کردار صحیح نہ ہو تو یہ سب چیزیں اپنی حیثیت کھو بیٹھتی ہیں۔ اسی لئے اصل شرافت انسان کا اچھا اخلاق ہے۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۹

اَکْرَمُ الْحَسَبِ حُسْنُ الْخُلْقِ.

انسان کے لئے عظیم ترین شرف حسن اخلاق ہے۔

سبب عزت

اور یہی اخلاق بے عزت کو عزت دار بنا سکتا ہے۔ اور صاحب عزت کی عزت کو لوگوں کے دلوں سے کم بھی کر سکتا ہے۔ اخلاق کی اسی اہمیت کے پیش نظر فرماتے ہیں:

حدیث ۱۰

رُبَّ عَزِیزٍ اَذَلَّهُ خُلقُهُ وَ ذَلِیلٍ اَعَزَّهُ خُلقُهُ.

بہت سے ایسے صاحبانِ عزت ہیں جن کا اخلاق انہیں ذلیل کر دیتا ہے۔ اور بہت سے ایسے ذلت والے لوگ بھی ہیں جنہیں ان کا اخلاق صاحبِ عزت بنا دیتا ہے۔

جاہلانہ ضد اور سختی

جس چیز کی جتنی اہمیت ہوتا ہی اس کا خیال رکھا جاتا ہے۔ چنانچہ انسان کسی اہم منصب پر فائز ہو تو اس منصب کی قدر و قیمت کو سامنے رکھتے ہوئے وہ احتیاط اور ذمہ داری سے کام لیتا ہے۔

انسان اشرف المخلوقات ہے۔ اس سرزمین پر اللہ کا نمائندہ ہے۔ اس اہم مقام و منصب کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنی قدر و قیمت کو سمجھے اور زمین پر اللہ کی نمائندگی کا حق ادا کرے۔ لیکن اگر کوئی اپنے اس مقام و منصب سے آگاہ نہ ہو تو اس کا سارا علم ظاہری شان و شوکت تو شاید عطا کر دے لیکن اسے خدا کے پاس نہیں پہنچا سکتا۔ چنانچہ اس کا سارا علم جہل کے برابر ہے۔ امام علی علیہ السلام نے فرمایا:

حدیث ۱۱

کَفٰی بِالْمَرْءِ جَهْلاً اَنْ لَا یَعْرِفَ قَدْرَهُ.

مرد کی جہالت کے لئے یہی کافی ہے وہ اپنی قدر اور اہمیت

سے واقف نہ ہو۔

عزت نفس اور گناہوں سے پرہیز

اور انسان اگر اپنے نفس کی کرامت اور اہمیت کو کھو دے تو کبھی بھی صراط مستقیم سے جدا نہیں ہوگا اور گناہوں کا مرتکب نہیں ہوگا کیونکہ یہ اسے صراط مستقیم سے جدا کر دیتے ہیں اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسے خود اس کی اپنی نظر میں بھی ذلیل کر دیتے ہیں۔ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۱۲

مَنْ كَرُمَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ لَمْ يُهِنْهَا بِالْمَعْصِيَةِ.

جس نے اپنے نفس کی کرامت اور اہمیت کو سمجھ لیا وہ اسے معصیت سے ذلیل نہیں کرتا۔

والدین اور اولاد کے زمانے کا فرق

زمانہ تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اور کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ شریعت کی پابندیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے زمانے کا ساتھ دیا جائے۔ یہ بات اس لئے ممکن بھی ہے کہ اسلامی احکام میں ہر دور کا ساتھ دینے کی صلاحیت موجود ہے۔ لہذا اپنے بچوں کی تربیت اس طرح کی جانی چاہئے جس سے وہ اسلامی قوانین کو سمجھتے ہوئے زمانے کے ساتھ چل سکیں اور کامیابی ان کے قدم چومے۔ اس

بارے حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے:

حدیث ۱۳

لَاتَقْسِرُوْا اَوْلَادَكُمْ عَلٰى آدَابِكُمْ فَاِنَّهُمْ مَخْلُوْقُوْنَ لِزَمَانٍ غَيْرِ زَمَانِكُمْ.

اپنے زمانے کے آداب زبردستی اپنے بچوں کو نہ سکھاؤ کہ وہ تمہارے زمانے کے بجائے کسی اور زمانے کے لیے خلق کیے گئے ہیں۔

برائیوں کا رواج

انسانی تربیت میں ماحول کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ جب کسی گھر یا معاشرے میں برائیاں جڑ پکڑ لیں تو وہاں نیکیاں اور فضائل برائیاں اور نقصان دہ شمار ہوتی ہیں جبکہ رذائل اور اخلاقی برائیاں پھیلتی بھی ہیں اور منافع بخش بھی ثابت ہوتی ہیں۔ چنانچہ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۱۴

اِذَا خَبُثَ الزَّمَانُ كَسَدَتِ الْفَضَائِلُ وَ ضَرَّتْ وَ نَفَقَتِ الرَّذَائِلُ وَ نَفَعَتْ.

جب اجتماعی ماحول میں خباثت آجائے اخلاقی فضائل بے اہمیت

اور نقصان دہ ہو جاتے ہیں اور اخلاقی برائیاں رواج پانے اور منافع بخش ہو جاتی ہیں۔

سزا سے ہر ممکن حد تک پرہیز

دوسروں میں عیب نکالنا بذاتِ خود ایک گناہ ہے۔ جس سے نہ صرف دوسرے کی عزت خاک میں مل جاتی ہے بلکہ اس سے خود عیب نکالنے والے کی اہمیت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ عام طور پر صاحب اختیار انسان کسی میں عیب دیکھتا ہے تو اسے بات بات پر ٹوکنے لگتا ہے اور زیادہ با اختیار ہو تو سزا بھی دینے لگتا ہے لیکن امام علی ؑ اس طرح رہنمائی فرماتے ہیں:

حدیث ۱۵

لَاتَكُونَنَّ عَيَّاباً وَ لَاتَطْلُبَنَّ لِكُلِّ زَلَّةٍ عِتَاباً وَ لِكُلِّ ذَنْبٍ عِقَاباً.

لوگوں کی عیب جوئی نہ کرو اور ہر غلطی پر سرزنش نہ کرو اور نہ ہر گناہ پر سزا دو۔

حد سے زیادہ روک ٹوک

تنقید اور سزا کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان غلط کام نہ کرے لیکن بات بات پر ٹوکنے اور ہر چھوٹی بڑی غلطی پر سزا دینے سے نہ صرف وہ اس غلطی سے رکتا نہیں

ہے بلکہ وہ ڈھیٹ بھی بنتا جاتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ اس پر بڑی سے بڑی سزا بھی اثر انداز نہیں ہوتی ہے۔ اس بارے میں مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۱۶

اَلْاِفْرَاطُ فِی الْمَلَامَةِ یَشُبُّ نَارَ اللَّجَاجَةِ

حد سے زیادہ ملامت کرنے سے ضد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔

کھلے عام نصیحت

جب انسان کو اس کی کسی غلطی کے سبب سب کے سامنے ذلیل کر دیا جائے تو وہ اور بگڑ جاتا ہے۔ اسی لئے نصیحت بھی تنہائی میں ہی کرنی چاہئے۔ بصورت دیگر کیا ہوگا؟ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۱۷

اَلنُّصْحُ بَیْنَ الْمَلَاءِ تَقْرِیْعٌ.

لوگوں کے سامنے کسی کو نصیحت کرنا اس کی شخصیت کو توڑنا ہے۔

مانگنے کی مذمت

کہتے ہیں کہ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ کے اوپر ہوتا ہے۔
قناعت ایک ایسا زیور ہے جو انسان کی عزت و وقار کو بڑھاتا ہے۔ اس لئے جتنا ممکن ہو سکے انسان قناعت کرے اور دوسروں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے کیونکہ دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرنا انسان کی عزت و ہیبت کو ختم کر دیتا ہے۔

دوسروں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنا انسان کی عزت و ہیبت کو ختم کر دیتا ہے۔
حضرت علی علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے:

حدیث ۱۸

اَلْمَسْئَلَةُ طَوْقُ الْمَذَلَّةِ تَسْلُبُ الْعَزِيْزَ عِزَّهُ وَ الْحَسِيْبَ حَسَبَهُ.

(بھیک) مانگنا ایسا ذلت کا طوق ہے جو صاحبِ عزت سے اس کی عزت اور صاحبِ حسب سے اس کا حسب چھین لیتا ہے۔

احمق کی صحبت سے پرہیز

احمق انسان جہاں اپنی حماقتوں سے خود ذلیل و رسوا ہوتا ہے وہاں اپنے ساتھ رہنے والوں کے لئے بھی رسوائی کا سبب بنتا ہے۔ اس لئے احمق اور بیوقوف کی دوستی سے منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۱۹

صَدِيْقُ الْاَحْمَقِ فِيْ تَعَبٍ.

احمق انسان کا دوست تکلیف میں رہتا ہے۔

عالم بے عمل

حصول علم کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان قرب خدا حاصل کرے کیونکہ جتنا علم بڑھتا ہے انسان اپنی ناتوانی اور کمی کا احساس کرتا ہے اور یہی احساس اس کے غرور اور تکبر کو ختم کر دیتا ہے اور اسے ایک ایسی ذات کی جانب بڑھاتا ہے جو کہ توانا اور کامل ہے۔ لیکن اگر یہی علم غرور و تکبر پیدا کرے اور وہ یہ سمجھنے لگے کہ وہ طاقتور اور کامل ہو گیا ہے تو یہی احساس اسے خدا سے دور کر دے گا اور یہی انسان کی ہلاکت ہے۔ اس بارے میں آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۲۰

رُبَّ عَالِمٍ قَتَلَهُ عِلْمُهُ.

بہت سے عالم ایسے ہیں جن کو ان کا علم ہلاک کر دیتا ہے۔

گناہوں کے اثرات

عام طور پر ہر گناہ باعث لذت ہوتا ہے لیکن اس کے برے اثرات بھی انسان پر مرتب ہوتے ہیں۔ گناہ سے بچنے کا بھی یہی فلسفہ ہے کہ انسان اس کے دوررس مضر اثرات سے محفوظ رہ سکے۔ کیونکہ لذت تو جلدی ختم ہو جاتی ہے لیکن اس کے اثرات باقی رہتے ہیں۔ اسی لئے مولا علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۲۱

اُذْکُرُوْا عِنْدَ الْمَعَاصِیْ ذَهَابَ اللَّذَّاتِ وَ بَقَاءَ التَّبِعَاتِ.

جب گناہ کرنے لگو تو یاد کرو کہ گناہ کی لذت بہت جلد ختم ہوجائے گی اور اس کے برے اثرات باقی رہیں گے۔

لذت باعث ندامت

جس طرح ذرا سی بد پرہیزی سے حاصل ہونے والی لذت انسان کو کئی دنوں اور مہینوں کے لئے بیمار ڈال دیتی ہے۔ اسی طرح مختصری شہوت انسان کیلئے مستقل تکلیف کا باعث بن جاتی ہے اور ساتھ ہی اسے دوسروں کے سامنے ذلیل و رسوا بھی کر دیتی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۲۲

لَا خَیْرَ فِیْ لَذَّةٍ تُوْجِبُ نَدَماً وَ شَهْوَةٍ تُعْقِبُ اَلَماً.

اس لذت میں کوئی خوبی نہیں جو ندامت کا سبب ہو اور نہ اس شہوت میں کوئی خوبی ہے جس کے بعد تکلیف ہو۔

بے غرض انسان دوستی

انسان چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر ہمیشہ اپنی رحمتیں برساتا رہے۔ اس کے لئے مولا علیہ السلام نے کامیاب ترین طریقہ بتایا ہے۔

حدیث ۲۳

اَبۡلَغُ مَا تَسۡتَدِرُّ بِهِ الرَّحۡمَةَ اَنۡ تُضۡمِرَ لِجَمِيۡعِ النَّاسِ الرَّحۡمَةَ.

کامیاب ترین چیز کہ جس سے تم رحمت الٰہی کو اپنی جانب کھینچ سکتے ہو یہ ہے کہ تم اپنے دل میں تمام انسانوں کے لئے رحمت کے جذبات رکھو۔

تکلیف اپنے لئے آرام دوسروں کے لئے

عام لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ان کو کوئی تکلیف نہ ہو اگرچہ دوسرے ان کی وجہ سے مشکل میں پڑ جائیں۔ لیکن مومن اور علی کا ماننے والا بالکل اس کے برخلاف سوچتا ہے۔ مولا علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۲۴

اَلۡمُؤۡمِنُ مِنۡ نَفۡسِهِ فِيۡ تَعَبٍ وَ النَّاسُ مِنۡهُ فِيۡ رَاحَةٍ.

مومن انسان اپنے نفس کو تو سختی میں ڈالتا ہے اور لوگ اس سے آرام و سکون میں رہتے ہیں۔

بہترین شفیع

گناہ گار انسان گناہ کرنے کے بعد شفیع کی تلاش میں رہتا ہے۔

مولا علیہ السلام ایسے شخص کی رہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حدیث ۲۵

لَاشَفِیعَ اَنْجَحُ مِنَ التَّوْبَۃِ.

توبہ سے زیادہ کامیاب کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہے۔

لوگوں کی محبت حاصل کرنے کا طریقہ

ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے محبت کریں، اس کی عزت واحترام کریں۔ خوفِ خدا اس بات کا سبب بنتا ہے کہ انسان اس کے احکامات کی پابندی کرے۔ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی بھی پابندی کرے۔ یہ خوفِ خدا اور دین پر عمل انسان کو محبوب بنا دیتا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۲۶

مَنِ اتَّقَى اللّٰهَ اَحَبَّهُ النَّاسُ.

جو اللہ سے ڈرے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔

مودت اور محبت

کسی سے انسیت، مودت اور محبت دل میں رکھنا کافی نہیں ہے بلکہ مودت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان زبان سے اس کا اظہار کرے اور محبت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان جس سے محبت کر رہا ہے اس کے کردار و عمل کو اپنے لئے نمونۂ عمل قرار دے۔ اگر اس کے اور اس کے محبوب کے عمل میں ہم آہنگی پائی جائے تو اسی محبت کو حقیقی محبت کہا جائے گا۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۲۷

إِنَّ الْمَوَدَّةَ يُعَبِّرُ عَنْهَا اللِّسَانُ وَ عَنِ الْمَحَبَّةِ الْعَيَانُ.

بلاشبہ مودت کا پتہ زبان دیتی ہے اور محبت کا اظہار مشاہدے سے ہوتا ہے۔

برے ساتھی سے پرہیز

ہم سفر اور پڑوسی انسان کے اخلاق و کردار پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اگر ہم سفر اور پڑوسی اچھے ہوں تو اچھی تربیت میں معاون و مددگار ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف برے کردار اور اخلاق کے مالک ہوں تو ان کی برائی دوسروں میں رسوخ کرتی ہے۔ اسی لئے مولا علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۲۸

سَلْ عَنِ الرَّفِيْقِ قَبْلَ الطَّرِيْقِ وَ عَنِ الْجَارِ قَبْلَ الدَّارِ.

سفر سے پہلے ہم سفر اور گھر سے پہلے پڑوسی کے بارے میں چھان بین کرلو۔

حقیقی محرومی

فقر و غربت کے بہت سے اسباب ہو سکتے ہیں لیکن بنیادی سبب انسان کی سستی اور کاہلی ہے۔ اگر انسان صحیح سمت میں کوشش اور جدوجہد کرے تو خدا اپنے رزق کے دروازے اس پر کھول دے گا۔ چنانچہ علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۲۹

مِنْ سَبَبِ الْحِرْمَانِ التَّوَانِي.

محرومیت کا ایک سبب سستی ہے۔

نصیحت

آج کے دور میں اگر کسی کو نصیحت کی جائے تو اُسے بری لگتی ہے چاہے وہ اس کے فائدے ہی کی بات کیوں نہ ہو۔ حضرت علی علیہ السلام اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حدیث ۳۰

كَيْفَ يَنْتَفِعُ بِالنَّصِيحَةِ مَنْ يَلْتَذُّ بِالْفَضِيحَةِ.

جو رسوائی اور بدنامی سے لذت حاصل کرے وہ کیسے نصیحت

سے ہدایت پاسکتا ہے۔

ایمان کی حقیقت

مومن کی اصطلاح ہمارے معاشرے میں عام ہے۔ ہر کس وناکس کو مومن کہہ دیا جاتا ہے۔ کوئی معرفت رکھے نہ رکھے، عمل کرے نہ کرے، مومن ہے۔ لیکن مومنین کے سوا جن کی ہر بات ہمارے لئے حرفِ آخر ہے، جب آپ ﷺ سے ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

حدیث ۳۱

سُئِلَ عَنِ الْاِیْمَانِ: فَقَالَ: اَلْاِیْمَانُ مَعْرِفَۃٌ بِالْقَلْبِ وَ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ عَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ.

آپ سے ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا:

ایمان دل سے معرفت، زبان سے اقرار اور اعضاء و جوارح سے عمل کا نام ہے۔

تعجب کی بات

انسان ذرا سی قوت اور تھوڑی سی قدرت حاصل کرتا ہے تو یہ سمجھنے لگتا ہے کہ وہ صاحب اختیار ہو گیا ہے لیکن درحقیقت یہ انسان اتنا بے اختیار ہے کہ نہ تو اپنے

دل کی دھڑکن پر اختیار رکھتا ہے اور نہ ہی اپنی سانسوں پر اسے کوئی اختیار حاصل ہے۔ یعنی انسان اپنی زندگی پر کوئی قدرت نہیں رکھتا اس کے باوجود بڑی بڑی آرزوئیں رکھتا ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۳۲

عَجِبْتُ لِمَنْ لَایَمْلِکُ اَجَلَهُ کَیْفَ یُطِیْلُ اَمَلَهُ.

تعجب ہے اس انسان پر جو اپنی موت پر تو قادر ہے نہیں پھر بھی لمبی آرزوئیں کرتا ہے۔

عمل میں اخلاص .... کیسے؟

عمل کی اہمیت اخلاص سے ہے۔ جتنا اخلاص زیادہ ہوگا اتنی ہی عمل کی قدر و قیمت زیادہ ہوگی۔ لیکن اصل سوال یہ ہے کہ عمل میں اخلاص کیسے پیدا کیا جائے؟

عمل میں خلوص اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان شک و تردید سے نکل کر صحیح معرفت حاصل کرلے۔ اللہ تعالیٰ کی الوہیت، خالقیت اور ربوبیت پر یقین حاصل کرے اور اس کے بعد صحیح نیت کے ساتھ عمل انجام دے۔

حدیث ۳۳

اِخْلَاصُ الْعَمَلِ مِنْ قُوَّةِ الْیَقِیْنِ وَ صَلَاحُ النِّیَّةِ.

عمل میں اخلاص یقین کی قوت اور نیت کی درستگی سے پیدا ہوتا ہے۔

احسان

نیکی اور احسان سے جہاں دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے، وہاں خود احسان کرنے والا بھی فائدہ اٹھاتا ہے اور وہ یہ کہ اس کی عزت وتکریم معاشرے میں زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لئے امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے:

حدیث ۳۴

اِنَّکَ اِنْ اَحْسَنْتَ فَنَفْسَکَ تُکْرِمُ وَ اِلَیْهَا تُحْسِنُ.

بے شک اگر تم نے نیکی کی تو خود کو ہی عزت دار بنایا اور خود اپنے ساتھ ہی نیکی کی۔

بہترین زہد

انسان کا خلوص اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب وہ اپنے عمل اور زہد کو لوگوں سے پوشیدہ رکھے۔ کیونکہ یہ اس بات کی علامت ہوگی کہ اس نے یہ عمل صرف اور صرف اپنے پروردگار کے لئے انجام دیا ہے۔ اسی لئے مولا علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۳۵

اَفْضَلُ الزُّهْدِ اِخْفَاءُ الزُّهْدِ.

بہترین زہد، زہد کو خفیہ رکھنا اور اس کا اظہار نہ کرنا ہے۔

گناہوں کا کفارہ

گناہ گار انسان کبھی اپنے گناہوں پر نادم نظر آتا ہے۔ پروردگار کے حضور

صدق دل سے توبہ کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنے گزشتہ گناہوں کا کفارہ ادا کرے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۳۶

مِنْ كَفَّارَاتِ الذُّنُوْبِ الْعِظَامِ اِغَاثَةُ الْمَلْهُوْفِ وَ التَّنْفِيْسُ عَنِ الْمَكْرُوْبِ۔

بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ یہ ہے کہ کسی ستم رسیدہ انسان کی فریادرسی کرے اور رنج دیدہ انسان کے غم کو دور کرے۔

نعمتوں پر ناشکری

پروردگار عالم نے یہ اخلاقی نظام بنا دیا ہے کہ نعمتوں میں اضافہ شکر ہی کے ذریعہ ممکن ہے۔ اسی لئے قرآن میں فرمایا ہے کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں (نعمتوں میں) اضافہ کروں گا۔

آج کے دور کا مصروف انسان بڑی بڑی نعمتوں پر خدا کا شکر ادا نہیں کرتا اور جب نعمتیں اس سے چھن جاتی ہیں تو پھر پریشان ہوتا ہے کہ کیا کروں؟ مولا علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۳۷

اِذَا وَصَلَتْ اِلَيْكُمْ اَطْرَافُ النِّعَمِ فَلَا تُنَفِّرُوْا اَقْصَاهَا بِقِلَّةِ الشُّكْرِ۔

جب نعمتوں کا رخ تمہاری طرف ہو تو ناشکری کے ذریعہ انہیں اپنے تک پہنچنے سے دور نہ کرو۔

اخلاق اور رزق

انسان کا اچھا اخلاق صرف ظاہری طور پر ہی اسے اچھا نہیں بناتا بلکہ اسے مادی فوائد بھی اس حسنِ اخلاق سے حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ مولا علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۳۸

فِیْ سَعَةِ الْاَخْلَاقِ کُنُوْزُ الْاَرْزَاقِ.

اخلاق کی وسعت میں رزق کے خزانے پوشیدہ ہیں۔

بلاؤں کو دور کرنا

ہر انسان پریشانیوں اور مشکلات سے رہائی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اسے ان مشکلات سے رہائی حاصل کرنے کے لئے جہاں دوسرے اسباب فراہم کرنے چاہئیں وہاں ان کو دور کرنے کا ایک سبب دعا بھی ہے۔ چنانچہ مولا امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

حدیث ۳۹

اِدْفَعُوْا اَمْوَاجَ الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ.

دعا کے ذریعہ بلاؤں کو دور کرو۔

دعا

حدیث ۴۰

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ رَمَزَاتِ الْاَلْحَاظِ، وَ سَقَطَاتِ الْاَلْفَاظِ، وَ شَهَوَاتِ الْجَنَانِ وَ هَفَوَاتِ اللِّسَانِ.

خدایا آنکھوں کے طنزیہ اشاروں، دہن کے ناشائستہ کلمات، دل کی بیجا خواہشات اور زبان کی ہرزہ سرائیوں کو معاف کردے۔


Our Identity!